جہادِ زندگانی

اور

انبیاء علیہم السلام کا راستہ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی
ندوی کی ایک اہم تقریر

www.abulhasanalinadwi.org

ادارۂ تصنیفات و اشاعت اسلام
جون پور ۳ (یوپی)

جہادِ زندگانی
اور
انبیاء علیہم السلام کا راستہ

مؤرخ اسلام، مفکر ملت حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی، صدر دینی تعلیمی کونسل اتر پردیش، رکن آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کی ایک اہم تقریر کہ جسکو خود پڑھنے اور مجمعوں میں سنانے کی خاص ضرورت ہے۔

باھتمام

محمد زبیر قاسمی جونپوری ناظم ادارہ

www.abulhasanalinadwi.org

اشاعت ———— ماہ فروری ۱۹۶۵ء
مطابق ماہ شوال المکرم ۱۳۸۴ھ

مطبوعہ

علمی الیکٹرک مشین پریس بنارس (یوپی)

قیمت ———— ۳۰ نئے پیسے

ناشر

ادارہ تصنیفات و اشاعت اسلام

جون پور - یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

حضرات!

آپ کو معلوم ہے کہ مکہ معظمہ میں مسلمان کس آزمائش کے دور سے گذر رہے تھے؟ —— مکہ معظمہ کی پوری آبادی جو یقیناً ہزاروں کی تعداد میں تھی، اور وہ پورے جزیرہ نما عرب کا سب سے بڑا شہر اور مرکزی مقام تھا مذہبی حیثیت سے، تجارتی حیثیت سے اور سیاسی حیثیت سے مکہ کو سارے عرب میں مرکزیت اور اہمیت حاصل تھی، مکہ کی اس آبادی میں گنتی کے چند لوگوں نے جن میں ایک بڑی تعداد غلاموں کی تھی جو آزادانہ زندگی نہیں گذار رہے تھے بلکہ کسی کے ماتحت تھے یا خود (چھوٹے) تھے یا دست نگر تھے۔

گنتی کے چند انسانوں نے رسول اللہ صلعم کے ہاتھ میں ہاتھ دیا — بیعت کی اور آپ پر ایمان لائے، اس وقت مکہ معظمہ بلکہ ساری دنیا میں یہی گنتی کے چند نفوس تھے، چند ہستیاں تھیں جنھوں نے اسلام قبول کیا تھا، اور آں حضرت صلعم کو اپنا امام، اپنا پیغمبر، اپنا مقتدا، اور اپنا پیشوا مانا تھا اس وقت اس چھوٹی سی جماعت کا یعنی مسلمانوں کا کوئی مستقبل نظر نہیں آتا تھا (کہ کیا ہوگا) چاروں طرف اندھیرا تھا امید کی کوئی کرن نظر نہیں

www.abulhasanalinadwi.org

آتی تھی، جدھر دیکھئے اندھیرا نظر آتا تھا، دل ٹوٹتا تھا اور بیٹھ جاتا تھا قدرت خداوندی کے سوا امید کی کوئی بات نہ تھی۔ ساری دنیا کے عقیدے، رسم ورواج اور رائج الوقت مذہب اور طریق زندگی کے بالکل برخلاف چند انسانوں نے اپنی زندگی کا ایک نیا رخ اور طریقہ اختیار کیا تھا، اس وقت عام حالات واسباب اور قرائن وانداز سے بالکل ناامید کرنے والے اور مایوس کن تھے کوئی بڑے سے بڑا ذہین آدمی، بڑے سے بڑا قیاس وانداز کرنے والا اور دور کی کوڑی لانے والا بھی یہ سوچ نہیں سکتا تھا کہ اس مٹھی بھر جماعت کا دنیا میں کوئی مستقبل ہے اور کوئی سمجھ نہیں سکتا تھا کہ ایسا بھی زمانہ آنے والا ہے کہ یہ جماعت جمے گی، پھلے پھولے گی، اور اس کی بات توجہ سے سنی جائے گی، اور یہ قوم وجماعت دنیا کی رہنمائی کر سکے گی، اور آیا یہ جماعت دنیائے انسانیت کے لئے نمونہ بنے گی، اور کوئی اس کے پیچھے چلنے کے لئے تیار ہوگا؟

—— اس وقت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تسکین دینے کے لئے اور خود آں حضرت صلعم کو تسکین وتسلی دینے کے لئے اور آپ کے دل میں یقین واعتماد، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی پوری پوری امید پیدا کرنے کے لئے دو سورتیں نازل فرمائیں، ایک سورہ یوسف اور ایک سورہ قصص —— آپ نے یہ سورتیں پڑھی ہوں گی۔ اور ان کے ترجمے قرآن پاک میں دیکھے اور سنے ہوں گے۔ اور اب میری اس گذارش کے بعد جب بھی آپ کو موقعہ ملے اس نظر سے دونوں سورتوں کو ملاحظہ فرمائیں گے —— پہلی سورۃ کا زیادہ تر اشارہ اور روئے سخن آں حضرت صلعم کی طرف ہے، اور اس

کا مقصد خود آں حضرت صلعم کو تسکین دینا اور اطمینان دلانا ہے کہ آپ جمیں گے اور ضرور غالب آئیں گے، آپ کی قدر کی جائے گی اور آپ پر پورا پورا اعتماد کیا جائیگا، لوگ آپ کو سر آنکھوں پر بٹھائیں گے، اور آنکھوں میں جگہ دیں گے۔ اور عنقریب ایک وقت آنے والا ہے کہ لوگ بڑی بڑی ذمہ داریاں آپ کے سپرد کریں گے، اپنے دل ودماغ آپ کے حوالہ کریں گے اور آپ کے ایک ابرو کے اشارہ پر لوگ جان دینے کے لئے تیار وآمادہ ہو جائیں گے۔ اور اس وقت یہ اپنی بڑی سعادت سمجھیں گے، آپ شمع بن جائیں گے جس پر لوگ پروانوں کی طرح گریں گے۔ اور پروانوں کی طرح نثار ہونگے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ آں حضرت صلعم نہ صرف صاحب یقین بلکہ یقین کا سرچشمہ تھے، اس زمانہ میں اس ناامیدی کے دور میں جب ہر طرف اندھیرا پھیلا ہوا تھا، ساری دنیا انسانیت کے مستقبل سے مایوس ہو چکی تھی، پوری دنیا ایک اندھیری کوٹھری بنی ہوئی تھی، بس یہی ایک شمع نبوت تھی جو اس وقت روشن تھی اور سب اس سے روشنی حاصل کر رہے تھے۔

لیکن —— آپ بہرحال انسان تھے، اپنے پہلو میں دل رکھتے تھے —— حالات کا اثر لینے والی عقل، دیکھنے والی آنکھیں، سوچنے والا دماغ اللہ نے آپ کو عطا فرمایا تھا، سارے اسباب وقرائن، گرد وپیش کے تمام حالات اس بات کا یقین دلاتے تھے کہ یہ دنیا اور اس دنیا کا دھارا بدلنے والا نہیں ہے، یہ صدیوں سے ایک رخ اور ایک سمت چل رہا ہے، ایسی صورت میں یہ بات اللہ تعالیٰ کی قدرت ورحمت کے عین مطابق

www.abulhasanalinadwi.org

تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تقویت کے لئے اور آپ کو تسکین و تسلی دینے کے لئے ایک سورہ نازل فرمائی، جسمیں ساری دنیا کو ایک واقعہ سُنایا گیا بظاہر دیکھنے میں تو یہ ایک گزشتہ مقدس ہستی کا واقعہ ہے جس کو سیدنا یوسف علیہ السّلام کہتے ہیں، لیکن یہ درحقیقت آپ کا ہی واقعہ ہے اور ایک آئینہ ہے جس میں آپ اپنی شبیہ مُبارک دیکھ سکتے تھے، اور ہر وہ شخص دیکھ سکتا تھا جو اس راستہ کو اختیار کرے، جس کے اندر وہ صفات ہوں، جن صفات کی جلوہ نمائی سیدنا یوسف علیہ السّلام کی زندگی میں نظر آتی ہے جو شخص اپنے اندر ان صفات کا عکس پیدا کریگا، اللہ تعالیٰ کا معاملہ بھی اس کے ساتھ ایسا ہی ہوگا۔ ـــــ

" اسی طرح ہم آپ کو پیغمبروں کے حالات و واقعات
سُناتے ہیں تاکہ آپ کے دل کو جمائیں اور
آپ کے دل کو نئی طاقت عطا فرمائیں " ـــــ (قرآن)

ان واقعات میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے ایک عبرت و نصیحت اور سوچنے سمجھنے کا سامان رکھا ہے ـــــ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کی اس تیرہ و تاریک فضا میں، اور اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں جس میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُمید کی لو بس بُجھا ہی چاہتی ہے ـــــ اب بُجھی اب بُجھی ـــــ۔ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور دنیا کے بارہ میں محتاط رویہ اختیار کرنے کے لئے اور ان کے بارہ میں پیشین گوئی کرنے کے لئے دو مستقل سُورتیں نازل فرمائیں، ایک سُورہ

یوسف جس کا زیادہ تر تعلق جیسا کہ میں نے عرض کیا رسول اللہ صلعم کی ذات گرامی سے ہے، اور دوسری سُورۃ جس کا تعلق پوری جماعت صحابہؓ اور مسلمانوں سے ہے۔

پہلی سُورۃ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السّلام کا واقعہ بیان کیا ہے ـــــ ایک شخص کو ناکام بنانے کے لئے، اس کی زندگی کی شمع گل کرنے کے لئے، اس کو ناپید کرنے کے لئے، اس کو ناکام اور بدقسمت انسان ثابت کرنے کے لئے دنیا کی تمام قریب ترین جماعتیں اکٹھا ہوجاتی ہیں، تمام عوامل و محرکات، تمام FACTORS اور عناصر اکٹھا ہوجاتے ہیں، جو ایک آدمی کو ناکام بنانے کے لئے بالکل کافی ہیں ـــــ حضرت یوسف علیہ السّلام اپنے باپ کے گھر پیدا ہوتے ہیں، وہ اپنے باپ کے اکلوتے بیٹے نہیں ہیں، بلکہ ان کے اور بھی گیارہ بھائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سیدنا یوسف علیہ السّلام کو ایک خواب دکھاتے ہیں وہ اپنے والد (حضرت یعقوب علیہ السّلام) سے خواب کا تذکرہ کرتے ہیں، والد ازراہِ احتیاط و دانشمندی کہ بچے کی نرالی شان ہے، اور ایک ایسا دور آنیوالا ہے کہ سارے ستارے سرنگوں ہوجائیں گے، بیٹے سے یہ کہتے ہیں کہ یہ خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا، ممکن ہے تمہارے لیے پریشانی کا سبب بن جائے ـــــ اس کے بعد اس معصوم بچے کے خلاف گھر سے ایک سازش تیار ہوتی ہے، اور اس کی زندگی کا سلسلہ ختم کر دینے کے لئے اس کے بڑے بھائی پورا تہیہ اور فیصلہ کر لیتے ہیں ـــــ کہ

www.abulhasanalinadwi.org

—— اس کو باپ کی نگاہ سے اُوجھل کر دیں، نہ صرف اُوجھل کر دیں بلکہ ناپید کردیں، چنانچہ سب بھائی باپ سے کہتے ہیں کہ ”ہمارے بھائی کو آپ ہمارے ساتھ نہیں بھیجتے، آخر ہم اس کے دشمن تو ہیں نہیں، ہم باہر جائیں، بھاگیں، دوڑیں، کھیلیں گے، ہمارا بھائی ہمارے ساتھ ہوگا“ —— باپ (یعنی حضرت یعقوب علیہ السّلام) کی زبان سے بے ساختہ نکلتا ہے کہ :۔

اِنِّیْٓ اَخَافُ ...... الخ ”مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں بھیڑیا نہ کھالے۔“

ان اللہ کے بندوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بات پکڑلی، گویا جو بات وہ طے نہیں کرسکے تھے وہ پالی، انھوں نے سوچا کہ تجربہ کار بوڑھے باپ نے جو بات کہی ہے تو دنیا میں ایسا ہوتا ہوگا، اور یہ بات ہم بھی کرسکتے ہیں —— غرضیکہ —— یوسف علیہ السلام کو لے جاتے ہیں، سب مشورہ کرتے ہیں، اور یہ طے ہوتا ہے کہ ایسا تو نہ کرو کہ گلا گھونٹ دو، یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا، ہاں کسی کوئیں میں ڈال دو، ہمارا مقصد حاصل ہوجائے گا —— کہ —— باپ کی نگاہوں سے اوجھل ہوجائے، تاکہ باپ کی خالص محبت کے سب سے بڑے حصہ دار ہم ہوجائیں، جس محبت کا بڑا حصہ اپنے لئے مخصوص کر رکھا ہے، چنانچہ طے پاتا ہے اور بچہ (یعنی یوسف علیہ السلام) کو لیجاکر ایک گہرے اور اندھیرے کنوئیں میں ڈال دیتے ہیں، —— اللہ تعالیٰ اپنی قدرت دکھاتے ہیں —— اب کیا ہوتا ہے؟ —— ایک قافلہ آتا ہے، پانی کیلئے کنوئیں میں ڈول ڈالا جاتا ہے۔ ڈول میں پانی کے بجائے ایک چاند سی صورت کا بہت حسین اور خوبصورت بچہ بیٹھا ہوا نکلتا ہے، جس کی ہر ہر ادا سے شرافت ٹپکتی

ہے، معلوم ہوتا ہے کہ بڑے اعلیٰ خاندان اور بڑے گھر کا چراغ ہے —— قافلہ والے بڑے خوش ہوتے ہیں کہ ہم اس کو فروخت کر دیں گے اور معقول دام ملے گا

وہ بچہ اپنے وطن سے دُور بہت دُور، جہاں اس کے پہچاننے والے اور قدر کرنے والے نہیں پہونچ جاتا ہے، بہت کم قیمت پر آدنے پونے سودا ہوتا ہے، وہاں کا ایک امیر آدمی حاکم و گورنر خرید لیتا ہے اور گھر والوں کے حوالے کر دیتا ہے، اور کہتا ہے کہ بہت ممکن ہے ہم ان کو اپنا بیٹا بنالیں، اس کو اچھی طرح سے رکھنا —— مگر

ان کو وہ اخلاقی آزمائش پیش آتی ہے جو دنیا کی سب سے بڑی آزمائش ہے —— حضرت یوسف علیہ السّلام نوجوان ہیں، تندرست ہیں، بہت ہی خوبصورت ہیں، وہ طالب نہیں بلکہ مطلوب ہیں، ان کے لئے [illegible] طالب ہے، وہاں کوئی خطرہ نہیں کہ بعد میں کوئی الزام لگایا جائے۔ اس لئے کہ طالب خود مطلوب ہے، وہ اللہ کی توفیق سے پہاڑ کی طرح جمے رہتے ہیں، اور کہتے ہیں معاذ اللہ —— توبہ! توبہ! میں [illegible] کا خیال بھی نہیں کرسکتا، ایک شریف انسان نے مجھے اپنے گھر [میں] رکھا، میں امانت میں خیانت کروں، مجھ سے یہ گناہ نہیں ہوسکتا، حاشا وکلّا، اللہ نے ان کو ان کے ارادہ میں قائم رکھا۔

ہر معاملہ کے دو نتیجے ہوتے ہیں —— ایک قریب کا —— اور ایک دور کا —— دور کا نتیجہ دیکھنے والے کم ہوتے ہیں اور بہت سے

www.abulhasanalinadwi.org

لوگ انکار کرتے ہیں ـــــ یہ پیغمبر کا مقام ہے جو کہتا ہے کہ اچھا انجام اللہ سے ڈرنے والوں کا ہی ہوتا ہے، اور یہ بھی پیغمبر ہی کا مقام ہے جو کہتا ہے کہ سچائی نجات دیتی ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔

ورنہ کہنے والے کہتے ہیں کہ یہ دنیا اصول کی نہیں ہے، صداقت سچائی اور خوش اخلاقی کی نہیں، کام نکالنے کا اصول اس دنیا میں ہزاروں سال سے چلا آرہا ہے، جن کی نگاہیں دور تک نہیں دیکھتیں ان کا معاملہ یہی ہے، یہی فیصلہ اور فتویٰ سنا ہے کہ جس طرح بچ سکو بچ جاؤ، اصول کو پیٹنا نہیں چاہئے، جہاں جیسی مصلحت ہو کر گذرنا چاہئے، اگر اپنا دامن آلودہ کرکے اور داغدار کرکے جان بچ سکتی ہو تو وقت کی مصلحت اور تقاضا پر کہ گذرنا چاہئے، اس لئے کہ جان سب کچھ ہے ـــــ لیکن۔

ـــــ سیدنا یوسف علیہ السلام نے بظاہر دانشمندی کے خلاف کام کیا، ایک اصول کی خاطر اتنا بڑا خطرہ مول لیا کہ اس کی خواہش کو ٹھکرا دیا، انھوں نے ایک ایسے انسان کو نظر انداز کیا اور ٹھکرا یا جو موجود تھا، جس سے سابقہ و واسطہ تھا، اور ایک ایسے کو اپنایا جو موجود نہیں تھا، اور کہا کہ معاذ اللہ، میں ایسا کام نہیں کر سکتا، اور اس ہستی کا خیال کر دو جو ورائے الوریٰ ہے، جو آسمانوں اور بلندیوں میں ہے، ان کی عقل ایمانی اور عقل نبوت نے اس کا فیصلہ کیا کہ اگرچہ گھر کا مالک موجود نہیں ہے لیکن وہ جس نے مجھے عقل دی، نورِ ایمانی بخشا، شریعت بخشی، جس نے مجھے اندھیرے کنوئیں میں سے نکالا، اور اس محل شاہی میں پہونچایا، جہاں پہونچنا کس کی بات

نہیں ہے، مجھے اس کا خیال کرنا ہے، ـــــ آخرش وہ اخلاق کے اس آزمائش میں ـــــ پورے اترے، کوئی حرف ان کی عفت و طہارت پر نہیں آیا، جس واقعہ سے ان کا واسطہ پڑا تو اب تک جو انکی طلب تھی وہ ان کے خلاف مدعی بن گئی۔ عزیز مصر کے دربار میں ان کا مقدمہ پیش کیا گیا، دعویٰ کیا کہ ایسے شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جس نے آپ کی امانت میں خیانت کرنی چاہی، جس نے مجھے پھسلایا اور میرے ساتھ ملنا چاہا کیا ہے؟ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ایک گواہ کھڑا کر دیا، کوئی سمجھدار آدمی تھا، اس نے کہا کہ سیدھی بات ہے، دامن آگے سے چاک ہے یا پیچھے سے؟ ان کی صداقت کا ثبوت ملا، اللہ نے چاہا کہ دنیا کو یہ تمام واقعات دکھا دیں، عزیز مصر کو مناسب معلوم ہوا کہ زبان خلق کو بند کرنے کے لئے یوسف علیہ السلام کو پاک دامن اور بے قصور سمجھتے ہوئے بھی جیل خانہ ہی بھیج دیا جائے، سیدنا یوسف علیہ السلام قید خانہ لے جائے جاتے ہیں، وہ کوئی سیاسی قیدی نہیں، باغی نہیں، کسی حکومت کے خلاف کوئی تحریک نہیں اٹھائی کہ جسکی وجہ سے اس زمانہ میں سلطنت تک ہل جایا کرتی ہے۔"

حضرت یوسف علیہ السلام پہ ایک اخلاقی الزام لگایا گیا تھا، یہ الزام ایسا جرم ہے کہ جس پہ لگ جائے وہ سوسائٹی میں سر اٹھا کر نہیں چل سکتا، سیدنا یوسف علیہ السلام جیل جاتے ہیں، سارے مصر میں ان کے جیل جانے کا تذکرہ ہو رہا ہے، جن محفلوں میں ان کی استقامت و حسن کا تذکرہ تھا وہ اب ان کے جیل جانے کے تذکرے سے بھر گئی، کہنے والے کہتے ہونگے کہ

www.abulhasanalinadwi.org

کچھ نہ کچھ تو ثبوت تو ملا ہی ہوگا، عزیز مصر خود ذمہ دار ہے، جج ہے، اتنا بڑا منصف ہے، بلا ثبوت کے جیل خانہ تھوڑا ہی بھیجا ہوگا؟! ـــ سیدنا یوسف علیہ السلام جیل میں عرصہ تک رہے، اب اس عرصہ میں جو امکانات سرفرازی کے، غلبۂ نیک نامی کے، چمکنے کے اور اعزاز و اکرام کے ہو سکتے تھے سب ختم ہو گئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے رہنے والے نہیں ہیں، پردیسی ہیں ان کا ان سے وطنیت و قومیت کا تعلق نہیں ہے، خاص طور پر نیشنلزم پورے عروج پر تھا، مصری کسی کو آدمی نہیں سمجھتے تھے، خاص طور پر جس قوم سے یوسف علیہ السلام کا تعلق تھا، اس کو بڑی حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے وہ ایک فروتر قوم تھی، اور یوسف علیہ السلام پردیسی تھے، باہر سے آئے ہوئے کو کوئی پہچانتا نہیں، قبطی بھی نہیں، بلکہ اسرائیلی بھی نہیں ـــ اب حضرت یوسف علیہ السلام جیل خانے میں رہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ دنیا کو دکھاتے ہیں، جوہر ذاتی عیاں ہو کر رہتا ہے، لعل پر ہزاروں من مٹی ڈال دو، پتھروں کے ڈھیروں میں چھپا دو، مگر وہ ہزاروں میں چمک کر رہے گا۔ اپنے وجود کا اعلان کرے گا، ہزاروں پردے ڈالنے کے باوجود ـــ چراغ کی طرح چمکے گا ـــ سیدنا یوسف علیہ السلام کی دیانتداری، خدمت خلق کا جذبہ، ان کی سچائی، غیر جانبداری اور ان کی شفقت جیل خانہ میں ظاہر ہو کر رہی، بہت جلد انھوں نے لوگوں کے دلوں کو موہ لیا ـــ ان کے ذمہ ایک نازک ذمہ داری سپرد کی گئی ـــ یعنی ـــ جیل کی

منڈی اور کھانے کا انتظام، پورے مطبخ کا انتظام، مجرم کی سب سے بڑی سزا یہ ہے کہ اسے پیٹ بھر کھانا نہ ملے مگر وہ ایسا عمدہ اور معقول انتظام کرتے ہیں کہ ہر قیدی ان سے خوش ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ تو کسی اور ہی قسم و سطح کا انسان ہے، ـــ جیل میں دو آدمی خواب دیکھتے ہیں، اب کون بتائے خواب کی تعبیر؟ یہاں کون عالم بیٹھا ہوا ہے جو تعبیر بتائے، ان کی نظریں گھوم پھر کر حضرت یوسف علیہ السلام پر پڑتی ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک موقع تبلیغ کا ملتا ہے، وہ نہایت خوبصورتی حسن حکمت و نزاکت کے ساتھ جو انھیں کا حصہ ہے، تبلیغ و دعوت کا فرض انجام دیتے ہیں کہ اس کو جتنی بار پڑھئے ایک تازہ لطف ملتا ہے، اور تمام تبلیغی و اصلاحی کام کرنے والوں کے لئے ایک مستقل سبق اور کتاب کا کام دیتا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے خود فرمایا، لوگو! تم نے کوئی غلط انتخاب نہیں کیا، تمہارا انتخاب صحیح ہے، مریض جب کسی حکیم کے پاس جاتا ہے تو جانتا ہے کہ اس کا معالج اپنے فن کا ماہر ہے، اور جب وہ نبض دیکھ کر بتاتا ہے کہ تم کو فلاں فلاں بیماری ہے تو اس کا آدھا مرض دور ہو جاتا ہے۔ جب آدمی کسی سے سوال کرتا ہے تو اس بات کا متمنی رہتا ہے کہ کتنی جلدی اس کے سوال کا جواب ملتا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا ـــ دوستو! کھانا ابھی تمہارے پاس آنے بھی نہیں پائے گا کہ میں تمہارے خواب کی تعبیر بتا دوں گا ـــ اللہ نے آپ کو مقام نبوت سے سرفراز فرمایا تھا، آپ کو تو دلوں کا علاج کرنا تھا، لہذا آپ سے بڑھ کر کوئی ماہر

نفسیات نہیں ہو سکتا تھا، جیل خانہ میں نہ گھڑی نہ گھنٹہ، بھلا اس سے بڑھ کر کوئی کیا گھڑی ہو سکتی تھی! ــــ آپ نے کہا لوگو! تم نے کوئی غلط انتخاب نہیں کیا، تم گھبراؤ نہیں، میرے رب نے مجھے اس کا علم عطا فرمایا ہے، تب اس کے بعد توحید کی بات شروع کر دی، فرمایا، میرے ساتھیو! یہ علم اللہ تعالیٰ ہر کس و ناکس یا ہر راستہ چلنے والے کو عطا نہیں کرتا، یہ علم مجھے شرافت خاندانی کی بنا پر نہیں ملا ہے بلکہ میں نے ان لوگوں کا راستہ چھوڑ دیا ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے، میں نے اپنے بزرگوں حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسحٰقؑ و یعقوبؑ کا راستہ اختیار کیا ہے جو حق راستہ پر تھے، ہمیں اس کی اجازت نہیں تھی کہ ہم اس کو شریک کریں کہ جس کا علم ہم کو نہیں،

ما کان . . . .

یہ فیض تو عام تھا، یہ اللہ کا بڑا فضل ہمارے اوپر بھی ہے اور دوسرے لوگوں پر بھی ہے، لیکن اکثر لوگ اس نعمت و فضل کا شکر ادا نہیں کرتے، جو اللہ نے توحید کی سمجھ عطا فرمائی تھی ــــ

اگر کوئی آستانہ ہو سکتا ہے تو خدا کا، بس خدا ہی کی چوکھٹ ہے اور اسی کا آستانہ ہے۔ جس کے آگے سر جھکایا جائے، سیدنا یوسف علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ اس وقت ان سب کے کان تعبیر کے لئے کھلے ہوئے ہیں، یہ متوجہ ہیں، موقع ہے اس راہ سے کوئی کام کی بات بتا دوں، جس پر جنت کا فیصلہ موقوف، کفر یا ایمان کی ہدایت کا فیصلہ موقوف جو نسا صل آب حیات ہے، جو اصل خوراک ہے، جس کے بغیر ابد الآباد

کے لئے جہنم میں چلے جائیں گے، مر جائیں گے، اور پھر کبھی زندہ نہ ہوں گے یہ شرک کا راستہ ہے، اس لئے خواب کی تعبیر سے پہلے میں توحید کا راستہ بتا دوں،

یاصاحبی . . . . ــــ . . . . . .

میرے جیل کے ساتھیو! ذرا انصاف تو کرو، کیا یہ متفرق خدا جن کو تم نے اپنا بنا رکھا ہے مثلاً یہ محبت کے دیوتا، خوراک کا دیوتا، بارش کا دیوتا، جمال کی دیوی وغیرہ ــــ یہ اچھا ــــ یا ایک خدا ــــ جو سب پر غالب ہے، تم اس کو چھوڑ کر دوسروں کی پرستش کر رہے ہو، اور اس کی حقیقت سے خود واقف نہیں ہو، تمہارے بزرگوں کے زمانہ سے کچھ نام چلے آرہے ہیں جس کی کوئی سند نہیں ہے، اس کے بعد ان کو اندازہ ہو گیا کہ خوراک مل چکی ہے، اس سے زائد ان میں سننے کا اشتیاق نہیں ہو سکتا تھا، انھوں نے دیکھا کہ دلوں کی زمین نرم ہے تو توحید کا ایک بیج ڈال دیا ــــ بس ایک بیج ــــ بیج تو بیج ہی ہے۔ بیج صحیح سالم اور زمین نرم ہونا چاہئے ــــ انھوں نے توحید کے وعظ کو طوالت نہیں کیا، اور یہ بات وہیں روک دی ــ اس کی فکر نہیں کی کہ بہت سے بیج ڈال دئے جائیں ــــ اور پھر یہ فرمایا ــ میرے جیل کے ساتھیو! تم میں سے جس نے یہ خواب دیکھا ہے کہ وہ اپنے مالک کو انگور نچوڑ کر دے رہا ہے، اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ساقی بن جائے گا، اور جس نے یہ دیکھا ہے کہ اس کے سر پر ٹکیاں رکھی ہیں اور چیل کوّے کھا رہے ہیں ــــ تو پھانسی کیا کہا جائے ــــ خواب تو یہ کہتا ہے کہ وہ

www.abulhasanalinadwi.org

سولی پر چڑھے گا، اور یہ تعبیر حرف بحرف صحیح نکلی۔

جس کو تعبیر بتائی تھی ساقی بننے کی اس سے کہا کہ دیکھو خیال رکھنا، باہر جانا تو بھول نہ جانا، اس کو کچھ دنوں تو یاد نہ رہا، اب بادشاہ نے ایک خواب دیکھا کہ سات گائیں سات گایوں کو کھا رہی ہیں، سات بالیاں سات بالیوں کو کھا رہی ہیں ——— اب کون بتائے اس کی تعبیر ——— لوگوں نے کہا کہ یہ خواب ہی غلط معلوم ہوتا ہے، رات کو کھانا ہضم نہیں ہوا جس کا یہ اثر ہے، اور خواب و خیال کی باتیں ہیں، جیسا کہ جاہل آدمیوں کا قاعدہ ہے کہ جب جانتے نہیں تو وہ کہہ پڑتے ہیں کہ بات ہی غلط ہے، یہ ہے اور وہ ہے، جاہل اپنی جہالت کو چھپانے کے لئے بات ہی کو غلط کہہ دیتے اور ادھر ادھر کر دیتے ہیں، وہ بھی بیٹھا تھا جس کے خواب کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل خانہ میں بتائی تھی، اس سے نہ رہا گیا اس نے کہا کہ بادشاہ سلامت مجھے جیل خانہ بھیج دیجئے، آپ کے مرض کا علاج درد کا سکون اور خواب کی تعبیر ان کے پاس نہیں ہے بلکہ جیل خانہ میں ہے ——— یہ ہے وہ جوہر ذاتی جو ہزار [illegible] پردوں میں چمکتا ہے، اور جس کو کوئی ہزار دبائے، چھپائے مگر وہ پکار پکار کر کہتا ہے، میں موجود ہوں جس کو ضرورت ہو آئے۔ چنانچہ شاہی انتظام کے ساتھ جیل سے بلائے گئے ——— سیدنا یوسف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر اور انتظام بھی بتایا کہ سات سال بہت سخت قحط پڑنے والا ہے اور سات برس شادابی اور ہریالی ہوگی ——— تعبیر کے ساتھ ترکیب بھی بتائی کہ سات سال تک

انداز کریں، بادشاہ کو خواب کی تعبیر جب بتائی تو بادشاہ فریفتہ و عاشق ہوگیا، کیونکہ جس سے کسی کی مطلب برآری ہوتی ہو اس کو تو وہ چیز چاہیے ——— آپ کا کوئی عزیز بیمار ہوجائے تو آپ اس کو اچھے سے اچھے معالج کے پاس لے جائیں گے تو اس وقت یہ کوئی نہیں دیکھتا کہ معالج ہندو ہے یا مسلمان، پنجابی ہے یا بنگالی، دراصل یہ اعلیٰ صفات کی کنجی ہے جسے جس تالے پر رکھ دیجئے آزما لیجئے اور دیکھ لیجئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہی جوہر ذاتی عطا فرمایا تھا، جوہر ذات چشمۂ فیض اور ساری دنیا کو یکساں فیض پہنچانے والے! [illegible] طرح سخی و وسیع۔

اسی طرح انبیاء علیہم السلام سب کے ساتھی، سب پر شفیق، ہر یتیم پر ہاتھ رکھنے والے، سب کے کام آنے والے، ہر ٹوٹے ہوئے دلوں کے مرہم، [illegible] کی خبر لینے والے، جس کے گھر میں چراغ نہ جلتا ہو، اس کے گھر چراغ جلانے والے، جس کے گھر چولھے پر توا نہ چڑھتا ہو، اپنا پیٹ کاٹ کر غذا پہونچانے والے، اپنے بچوں کو بھوکا رکھ کر دوسروں کی خدمت کرنے والے ——— کون ایسا شقی انسان ہے؟ کون ایسا کمینہ انسان ہے؟ کون ایسا جانور انسان ہے؟ جو ایسے اعلیٰ ترین صفات رکھنے والے شخص سے اور ایسے کامل ترین انسان سے محبت نہ کرے! لیکن وہ صفات تو کوئی پیدا کرے اور دکھائے!!

حضرت یوسف علیہ السلام نہ صرف بادشاہ عزیز مصر [illegible] کی تعبیر بتلاتے ہیں بلکہ تدبیر بھی بتاتے ہیں، تدبیر یہ ہے کہ پس انداز کرو، بادشاہ وقت جو تعبیر کا محتاج تھا، خواب کی تعبیر و تدبیر سے خوش ہوتا ہے، اور کہتا ہے ایسا

www.abulhasanalinadwi.org

باکمال ماہرِ فن ہے! حیف ہے کہ وہ جیل میں ہو، اس سے بڑھ کر کسی ملک کی کیا بدقسمتی ہو سکتی ہے —— حکم دیتا ہے فوراً میری سواری لے کر جاؤ، ادب احترام کیساتھ لے آؤ، درباری اور اراکین سلطنت بڑے ادب و احترام کیساتھ جیل خانہ پہونچتے ہیں اور کہتے ہیں تشریف لے چلئے سواری حاضر ہے، بادشاہ سلامت آپ کے منتظر ہیں، آپ ذرا بھی دیر نہ کریں ——

حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا، میں یوں جانیکو تیار نہیں، یہ کیا بات ہوئی کہ کل الزام لگا کر جیل بھیجا اور آج بلا تحقیق بلا لیا؟! —— ان کی نگاہ نبوت نے گوارہ نہ کیا کہ کل لوگ یہ کہیں کہ بادشاہ مصر نے مراحم خسروانہ سے معاف کر دیا، اسطرح جو کارِ عظیم اور جو منصبِ نبوت اللہ تعالیٰ نے انکے سپرد کیا تھا اسکا حق ادا نہیں کر سکتے تھے۔

زبانِ نبوت کہہ اٹھی کہ جاؤ اپنے بادشاہ سے کہدو کہ مقدمہ کی تحقیق کیجائے کہ آخر حقیقت کیا ہے؟ ایسا کون کہہ سکتا تھا، جو دس برس جیل میں رہا ہو، اور بادشاہ طلب کر رہا ہو، ایسا کون کر سکتا ہے، یہاں تک کہ حضور صلعم نے فرمایا کہ انھوں نے بڑے ظرف و غیرت سے کام لیا، جو وہ چلے نہیں گئے، یہ نبوت کا مقام و کام تھا جس نے ان سے اس طرح کہلوایا، اگر اللہ کو منظور ہے تو میں عزت کے ساتھ رہا ہونگا۔

بادشاہ عزیز مصر نے تحقیقات کا حکم دیدیا، مدعیہ نے خود سب سے پہلی گواہی دی، اس نے کہا کہ میں نے تو بہلانے کی کوشش کی تھی، مگر وہ سونے کی طرح کھرے ہیں، دودھ کا دودھ، پانی کا پانی الگ ہو گیا، حضرت یوسف

علیہ السلام کی پوزیشن صاف ہو گئی۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ "جہاں تک نفس کا تعلق ہے وہ تو برائی ہی کا حکم دیتا ہے، میں اللہ کے فضل و کرم سے بچ گیا اور اس امتحان میں پورا اترا" —— حضرت یوسف علیہ السلام احترام کیساتھ لیجائے جاتے ہیں، مسند شاہی پر بٹھائے جاتے ہیں، اور بلا کسی تکلف و ہچکچاہٹ کے وزیر خزانہ اور وزیر خوراک اپنے مناسب حال تجویز کئے جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دو جوہر عطا فرمائے تھے، ایک حفاظت کرنیوالا اور دوسرا علم رکھنے والا ——

آج بھی دنیا کا کوئی سیاسی دستور (عقل و دانش) اس سے بہتر نہیں پیش کر سکی کہ حفیظ حفاظت کرنیوالا، اور جو جانتا ہو کہ کون سی چیز کہاں پیدا ہوتی ہے اسکو وزیر خوراک و وزیر خزانہ بنایا جائے —— اب وہی بھائی جنھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالا تھا، بھکاری بنکر آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے بادشاہِ مصر! ہم بڑی تکلیف میں ہیں اور ہم تھوڑے سے پیسے لیکر آئے ہیں جو اتنے نہیں ہیں کہ ہم کچھ خرید سکیں، سیدنا یوسف علیہ السلام انکی جھولی بھر دیتے ہیں اور انکو نہال کر دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی ان کو دلاتے ہیں، اور کون ہے دینے والا؟!

حضرت یوسف علیہ السلام تخت پر بیٹھتے ہیں اور بھائی سب تعظیم بجا لاتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام دعا کرتے ہیں کہ:—

"اے اللہ! آپ نے مجھے قوت دی، میری آخری آرزو یہ ہے کہ ایمان پر خاتمہ ہو، فراعنہ مصر کے ساتھ نہیں بلکہ ان بزرگوں کیساتھ کہ جنھوں نے فقر و فاقہ کیساتھ زندگی گزاری، وہ آپ سے راضی رہے

www.abulhasanalinadwi.org

اور آپ اُن سے راضی ہے۔"

یہ قصہ ہے ایک ایسی ہستی کا جسکو اللہ تعالیٰ نے ہوشمند دماغ اور خدمتِ خلق کا جذبہ عطا فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کو سارے مصر کی حکومت عطا فرمادی، اور خدمتِ خلق کا پورا پورا موقعہ دیا ——— میرے دوستو! ——— دوسری صورتہ کی تفصیل اور اسکی تفصیل کا موقع نہیں ——— بس یہ جان لو کہ حالات بالکل تیرہ و تار اور قطعاً ناموافق تھے جسکے اندر بنی اسرئیل کے خاندان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوتے ہیں، وہ لوگ بیگار کرتے تھے، مارے جاتے تھے، انسے بڑھکر جانور بھی ذلیل نہ تھے، تمام عقلاء اور ہوشیار لوگ، اور سراغرسانی کا پورا محکمہ تلا ہوا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام پیدا نہ ہونے پائیں، قتل کر دیئے جائیں۔ اس کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوتے ہیں اور زندہ رہتے ہیں اور فرعون کی گود میں انکی پرورش ہوتی ہے۔

بس! ہم ہندوستانی

مسلمانوں کیلئے یہی ایک کنجی ہے ——— تقویٰ، صبر، اللہ کا خوف اور آخرت کی فکر ——— اخلاق پر اور اصول پر جم جانا، اپنے دل کو پورے طور سے پاک کرلیں، ساری دنیا کے لوگوں کی محبت اپنے دلمیں بسانا، اور اپنے ہم[illegible] کے خلاف جو بات حق ہو برملا کہنا، حق گوئی کا بے لاگ طریقہ اختیار کرنا، غلطی کو غلطی ڈنکے کی چوٹ پر کہنا ——— یہ نہیں کہ ——— باقی نگل لیے جائیں، بڑے سے بڑا اندھیر اس ملک میں ہو جائے، راوڑکیلا، جمشید پور جیسے عظیم واقعات وحادثات رونما ہوں، اور چالیس کروڑ کے اس پورے ملک میں صرف پانچ - سات آدمی نکلے جنہوں نے کہا کہ غلط ہوا ——— یہ ہے ہمارا اخلاقی دیوالیہ پن ——— میں ایک شہری کی حیثیت

سے، اور ایک ہندوستانی کی حیثیت سے کہہ رہا ہوں کہ ہمارے اس ملک کے لئے بہت بڑے خطرے کی بات ہے کہ یہاں ایسا بڑے سے بڑا واقعہ اور حادثہ ہو جائے اور پچاس آدمی بھی کھڑے ہو کر نہ کہہ سکیں کہ "جو کچھ ہوا غلط ہوا اور بہت ہی غلط ہوا"۔

لوگو! یہ یاد رکھنا چاہئے، دنیا کی کوئی طاقت ایسے ملک کی مدد نہیں کرسکتی کہ جسکا ضمیر مردہ ہو جائے جسکے اندر اخلاقی جرأت نہو، جسمیں عدل کا ادارہ نہو، جہاں عدل موت سے بدتر ہو، پیار، محبت، ہمدردی نہو، انسانیت و رواداری نہو، آبادی کے ایک بڑے طبقہ میں ان سارے اعلیٰ صفات کا خاتمہ ہو چکا ہو، وہاں کس بات کی توقع کی جاسکتی ہے؟ ——— حالانکہ ایسے اس ملک میں پچاس ہزار ہونا چاہئے تھے۔ لیکن کتنے نکلے؟! جے پرکاش نرائن، بابا کرشن بیدھری، انکے چار، پانچ ساتھی اور فرینک انتھونی! ——— یہ ہے کل کائنات ہمارے ملک ہندوستان میں حق اور سچی بات کہنے والوں کی، چالیس کروڑ میں یہ ہے کل تعداد ....

قوم کی اصل طاقت یہ ہے کہ دشمن، دشمن ہے مگر اسکی یہ بات اچھی، بیٹا بیٹا ہے مگر اسکی یہ بات غلط! ——— یہ ہے قوم کی سب سے بڑی طاقت، قومیں در حقیقت اسی اخلاقی قوت کے سہارے زندہ رہتی ہیں، دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت ایسی قوم کو تباہ نہیں کرسکتی۔

آج ہمارے ملک میں سب سے عجیب اور بڑی تشویشناک بات یہ ہے کہ مسلمان غلطی کرے تو مسلمان کہنے کو تیار نہیں، ہندو غلطی کرے تو ہندو تسلیم کرنے پر راضی نہیں، حالانکہ ہونا یہ چاہئے تھا کہ ہندو غلطی کرے تو ہندو کہے کہ تم نے غلطی کی، اور اسکا ہاتھ پکڑ لے، مسلمان غلطی کرے تو مسلمان اسکا ہاتھ پکڑ لے اور کہے کہ میرا حق مقدم ہے ...... رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ "اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے ظالم ہو چاہے مظلوم"۔

—— صحابہ کرامؓ کے کان کھڑے ہوگئے، انھوں نے ایسی بات کبھی نہ سُنی تھی سارے غزوہ بھی سننے آئے تھے کہ مظلوم کی مدد کرو، اور اسی لئے انھوں نے آپکے ہاتھ میں ہاتھ دیا تھا، ہمارے اس زمانہ کے پیر و مرید ہوتے تو کسی کو پوچھنے کی جرأت نہ ہوتی، لیکن وہ نہ ایسے پیر تھے نہ وہ لوگ ایسے مرید، انھوں نے پوچھا یا رسول اللہ! مظلوم کی مدد تو کریں مگر ظالم کی مدد کیسے کریں؟ آپ نے فرمایا کہ "ظالم کو ظلم کرنے سے روک دو" یہ ہے اسکی مدد —!

آج کیسی مدد ہوتی ہے؟ سب سے پہلے یہ دیکھا جاتا ہے کہ ظلم کرنیوالا کس قوم کا ہے، توبہ! توبہ!! انسانیت تباہ ہو جائیگی، اگر یہ دیکھا جانے لگا کہ مجرم کس قوم کا ہے؟ مجرم نہ ہندو ہوتا ہے نہ مسلمان! مجرم دنیا کی ایک علٰحدہ کمیونٹی ہیں، چور ایک علٰحدہ کمیونٹی ہیں، شاہ ایک علٰحدہ، شرابی ایک علٰحدہ اور زانی ایک علٰحدہ، سب ایک ایک کمیونٹی ہیں —— زانی عورت کا ساتھ زانی عورت دیگی، اور زانی مرد کا ساتھ زانی مرد دیگا —— اَلْمُنَافِقُوْنَ بَعْضُهُم —— سچا سچے کا بھائی ہے یہ بات دیکھنے کی نہیں کہ غلطی کرنیوالا کس قوم کا آدمی ہے، بلکہ دیکھنے کی بات یہ ہے کہ غلطی کس نے کی!

ہمارے ملک میں ایسے زبردست واقعات ہوگئے، راوڑکیلا، جمشید پور اور کلکتہ جیسے دردناک حادثے کہ لوگوں کی رات کی نیند حرام ہو جانی چاہئے تھی —— لکھنے والے لکھ لیں، چھاپنے والے چھاپ دیں، یاد کرنیوالے یاد کرلیں کہ یہ پاپ ہمارے ملک میں ہوا تو بہت بُرا ہوا، اور اگر پاکستان میں ہوا تو ہزار بار بُرا ہوا، ہندوستان اور پاکستان والوں، دونوں کا فرض تھا کہتے کہ بُرا ہوا، لیکن ایسا نہ یہاں ہوا نہ وہاں ہوا، یہ چالیس کروڑ کا ملک ہے؟ ! یہاں چالیس آدمی بھی

ایسے نہ نکلے جو کہتے کہ کلکتہ، راوڑکیلا اور جمشید پور وغیرہ میں جو کچھ ہوا غلط ہوا، اور بڑی خراب بات ہوئی، یہ نہ ہونا چاہئے تھا، سات آٹھ سو آدمی جلا دیئے جائیں، بستیوں کی بستیاں صاف کر دی جائیں اور چالیس آدمی بھی یہ کہنے والے نہ نکلیں کہ غلط ہوا، بُرا ہوا —— اس ملک کی جلد خبر لینا چاہئے اور بہت جلد خبر لینا چاہئے، ورنہ خطرہ اور بہت بڑا خطرہ ہے، —— جو چیز بُری ہے وہ ہر حال میں بُری ہے، میں صاف کہتا ہوں، اگر مسلمان غلطی کرے تو ہم مسلمانوں کا فرض ہے کہ اسکا ہاتھ روک دیں اور کہیں کہ غلط ہوا —— ملک والو! انصاف کے علمبردار بنو، ہمیں اسکا صدمہ ہے اور ہم اس صدمہ کا جا بجا اظہار کرتے ہیں، ہمارا ضمیر مُردہ نہیں ہے بلکہ سو گیا ہے، اور مجھے یقین ہے کہ سویا ہوا جاگ سکتا ہے۔ ہم دستک دے رہے ہیں کہ یہ ضمیر جاگے، اب اس ضمیر کو جاگنا چاہئے، میں چاہتا ہوں کہ ہمارا ضمیر جاگے، میں قصداً ان باتوں کا تذکرہ کرتا ہوں تاکہ آپ کے اندر حرارت پیدا ہو، اور میں یہ بات یہاں سے لیکر آخری عدالت تک کہنے کو تیار ہوں کہ جو کچھ ہوا بہت ہی بُرا ہوا، اور اگر پاکستان میں ہوا تو وہاں بھی بُرا ہوا، ہزار بار بُرا ہوا ——

"جو بات غلط ہے مکہ و مدینہ میں بھی غلط ہے اور جو بات سچ ہے لندن و برلن میں بھی سچ ہے"۔

ہم ہندوستانی مسلمانوں کا مستقبل محفوظ ہے بشرطیکہ ہمارے اندر جوہر ذاتی، ہمدردی، غمخواری، انسان نوازی اور سچائی ہو، ہم اس ملک کے سچے وفادار ہوں، ہم اس ملک کے بنانیوالے ہوں، ہم کو یہاں کے پہاڑوں سے محبت ہو، یہاں کی زمین سے محبت ہو، یہاں کے پھولوں اور درختوں سے محبت ہو، دریاؤں اور آبشاروں سے محبت ہو، یہاں کی ہواؤں اور فضاؤں سے محبت ہو —— اور یہ اسلام کی تاریخ اور

www.abulhasanalinadwi.org

اسکی روایات کے ہرگز خلاف نہیں ——— اگر آپ کے اندر حب الوطنی ہے تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کو اس ملک سے نہیں نکال سکتی، کون ہے مائی کا لال جو آپ کا وطن آپ سے چھڑا سکے، آپ کو اپنے اندر جرأت، شجاعت اور اعتماد پیدا کرنا چاہئے، آپ کا بھائی جسکے ماتھے پر سجدہ کا نشان ہے اگر وہ غلط کام کرے، یا کسی ہندو یا کسی سکھ اور عیسائی بھائی پر ظلم کرے تو آپ اس کا ہاتھ پکڑ لیں، اسکے ماتھے کا نشان آپ سے سفارش نہ کر سکے، آپ اس سے صاف کہدیں کہ تمہارے سجدہ کا نشان خدا کے یہاں کے لئے ہے، ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کہ تم شریف انسان کی طرح رہتے ہو یا نہیں، تم اگر زیادتی کروگے تو ہم تم کو روکیں گے، بڑے سے بڑا عابد وزاہد مسلمان اگر غلطی کرے تو بلا قید مذہب و ملت سو بار کہنا چاہئے کہ اسکی یہ غلطی ہے اور بہت بڑی غلطی ہے۔

پاکستان اگر غلطی کرے تو سو بار کہنا چاہئے کہ غلطی کی اور بہت بڑی غلطی کی، ——— مصر، حجاز، عراق، اور ترکی وغیرہ اگر غلطی کریں تو ہزار بار کہنا چاہئے کہ غلطی کی اور بہت بڑی غلطی کی، یہی ہے سچے مسلمان کی پہچان، یہی ہم امید کرتے ہیں اپنے بھائیوں سے کہ بھائی بھائی کے خلاف سچی گواہی دینے کو ہمیشہ تیار رہے اور بلا جھجھک گواہی دے۔

ہمیں یقین ہے کہ ہندوستان کا ضمیر مردہ نہیں ہے، اس گندی سیاست کی وجہ سے ہمارا ضمیر سو گیا ہے، جس نے یہ سمجھا کہ ہندوستان کا ضمیر مر گیا ہے اس نے غلط سمجھا ہے، ہماری غلط رہنمائی کی وجہ سے ہمارا ضمیر سو گیا ہے، ہمارا ضمیر صدیوں سے جاگ رہا تھا مگر اب سو گیا ہے، ہمارے ضمیر نے دوسروں کی ہمیشہ رہنمائی کی ہے اور اب بھی جب جاگے گا تو سب کی تلافی کردیگا، سب زخموں پر مرہم رکھ دیگا۔

www.abulhasanalinadwi.org